عبدالحمید شوق

سلسلۂ مہدیین

موقر صحیفہ ثقافت کے شمارۂ دسمبر ۱۹۶۱ء میں جناب مولانا محمد جعفر صاحب پھلواروی کا دلپذیر اور معلومات افزا مضمون بعنوان "مہدی اول" پڑھ کر چند خیالات دماغ میں آئے ہیں جنکو سپرد قلم کر رہا ہوں۔

محمدؐ نفس زکیہ سے پہلے بھی دو مہدی ہو چکے تھے۔ وہ اس طرح کہ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد ان کے فرزند اکبر حضرت حسنؓ نے چند ماہ کی قلیل مدت کے بعد خلع خلافت بحق معاویہؓ کر دیا اور بقول علامہ اقبالؒ

تا نشیند آتش پیکار و کیں — پشت پا زد بر سر تاج و نگیں

جب تمام ممالک اسلامیہ کی خلافت و حکومت حضرت امیر معاویہؓ کے ہاتھ آگئی تو ان کے حامیوں اور مداحوں کو ایک حدیث بھی ان کی تائید میں مل گئی مُعَاوِيَةُ مَهْدِيُّ هٰذِهِ الْاُمَّةِ[1]۔ یقیناً یہ حدیث صحاح ستہ میں نہیں ہے۔ مگر اس کا شمار موضوعات میں بھی نہیں (نہ ملا علی قاری حنفی کے نزدیک نہ قاضی شوکانی کے نزدیک) علماء نے اس کو ضعیف اور غریب احادیث میں شمار کیا ہے۔ غالباً یہی حدیث آئندہ کے تمام مہدیوں کے دعاوی کی جڑ ہے۔ اگرچہ دعویٰ خود حضرت امیر معاویہؓ نے نہیں کیا تھا۔ مگر ان کو بمصداق "پیراں نمی پرند مریداں می پرانند" اس امت کا مہدی ضرور قرار دے دیا گیا۔

بنی امیہ اور بنی ہاشم کی آپس کی دشمنی کا آخری نتیجہ ابو العباس سفاح عباسی کی خلافت کی صورت میں برآمد ہوا۔ سفاح کا نام عبد اللہ لقب سفاح کنیت ابو العباس تھی۔ اس نے اپنے

---

[1] جہاں تک مجھے علم ہے یہ الفاظ نہیں بلکہ دعائیہ الفاظ ہیں "اللّٰهم اجعله هاديا مهديا" نیز امیر معاویہؓ کو کبھی بھی دعائے مہدویت سے کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ بغیر اس دعوے ہی کے ان کا کام دعویٰ کرنے والوں سے بدرجہا بہتر چل رہا تھا جب انہوں نے خود کوئی دعویٰ نہیں کیا تو ان کو اس سلسلہ کی کڑی بنانا درست نہیں۔ (محمد جعفر)

بیٹے کا نام محمد المہدی رکھا[1]۔ جو اس کے بعد خلیفۃ المہدی کے نام سے تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ کتب تاریخ سے واضح ہوتا ہے کہ یہ المہدی نہایت ہی نیک سیرت، پاکیزہ صفات اور کامیاب خلیفہ گذرا ہے۔ اسی المہدی کا بیٹا وہ المنصور تھا جس کے عہد خلافت میں محمد نفسِ زکیہ کا خروج ہوا۔ نفس زکیہ کے والد کا نام بھی عبداللہ تھا۔ ان عبداللہ نے اپنے بیٹے محمدؐ (نفس زکیہ) کو مہدی بلکہ امام مہدی قرار دیا۔ انہی نفس زکیہ سے المنصور عباسی کی مراسلت ہوئی جس کا ذکر جناب پھلواروی صاحب نے اپنے مضمون "مہدیِ اول" میں کیا ہے۔ گویا مہدی کا نام محمدؐ اور ان کے والد کا نام عبداللہ ہونا ضروری قرار پا گیا کیونکہ عباسی اور فاطمی دونوں مہدیوں میں یہ بات مشترک تھی۔

ایک مہدی بنی امیہ میں سے (معاویہؓ) اور ایک مہدی بنی عباس میں سے (المہدی) تو ہو گئے لیکن بنی ہاشم کی دوسری شاخ (بنی فاطمہؓ) جو حضرت علیؓ کو وصی رسول اللہؐ اور خلافتِ بلافصل کا حقدار قرار دے چکی تھی گویا پس منظر میں آ گئی تھی حالانکہ بنی ہاشم کے نام سے جو کشمکش اور جد و جہد بنی امیہ کے خلاف کی گئی تھی، اس کی اصلی غرض و غایت بنی فاطمہؓ کو امامت، خلافت اور حکومت پر فائز کرنا تھا۔ سفاحؒ کے تختِ خلافت پر متمکن ہونے پر بنی فاطمہؓ خون کے گھونٹ پی کر رہ گئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اور ان کے حامیوں نے خلافت کی بیخ کنی کے لئے مختلف تحریکات جاری کیں۔ مثلاً

(۱) مختار ثقفی کا خروج بزمانۂ بنی امیہ اسی غرض سے ہوا تھا کہ حضرت حسینؓ کے خون کا بدلہ لیا جائے اور بنی فاطمہؓ کی نصرت و اعانت کی جائے۔

(۲) حسن بن صباح کی باطنی تحریک (دمشق، شام، الموت میں) اسی غرض سے چلائی جا رہی تھی۔

(۳) نصیری تحریک (عراق و کردستان میں) الوہیتِ علیؓ کو تسلیم کرانے کے لئے جاری کی گئی تھی۔

(۴) قرامطی تحریک (عراق، شام، مراکش اور سندھ میں) نصرت و استیلائے بنی فاطمہ کے لئے ہی شروع کی گئی تھی۔

(۵) اور یہی تحریک (مغرب اقصیٰ یعنی مراکش میں) جاری کی گئی اور اس کا مقصد بھی مہدیِ فاطمی کی

---

[1] یہاں بھی وہی صورت ہے اس نے بھی اپنی مہدویت کا نہ دعوی کیا نہ پروپیگنڈا اور نہ اس دعوت پر لبیک کہنے والی کوئی جماعت بنی جس کے سہارے اس نے خلافت حاصل کی ہو۔ اس کا کام بھی بغیر دعوائے مہدویت کے چل رہا تھا اسلئے اسے بھی سلسلہ مہدیین کی کڑی نہیں سمجھنا چاہیئے

تائید و نصرت ہی تھا۔

(۴) فاطمی عبیدی تحریک مصر و افریقہ میں سلطنت کو بنی فاطمہؓ میں مرکوز کرنے کیلئے ظہور میں آئی تھی۔

ان تمام تحریکات کا بنیادی عقیدہ یہ تھا کہ قائم آل محمد یعنی مہدی (یا امام مہدی) کا بنی فاطمہ میں ہونا لازمی ہے۔ جیسا کہ یہودی یہ کہتے تھے کہ نبی آخر الزماں کا بنی اسرائیل میں سے مبعوث ہونا لازمی ہے اسی طرح شیعان علیؓ کا پختہ عقیدہ تھا اور ہے کہ امام مہدی کا بنی فاطمہؓ (یعنی اولاد حسنؓ یا اولاد حسینؓ) میں سے ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ المنصور عباسی کے عہد میں محمد نفس زکیہؒ کے والد عبداللہ نے اپنے داعی دیار و امصار میں روانہ کئے تاکہ مہدیت و امامت کو اولاد حسنؓ میں جاری و مستحکم کر لیا جاتے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ محمد نفس زکیہؒ خود بھی بڑے نیک اور لائق آدمی تھے، جیسا کہ المنصور کے ساتھ ان کی خط و کتابت سے عیاں ہوتا ہے، مگر ان کے حسرتناک انجام اور بنی فاطمہؓ کی اس ناکامی کے باوجود یہ خیال بنی فاطمہؓ اور ان کے حامیوں کے دلوں میں پختہ طور پر جا رہا کہ مہدی آخر الزماں و قائم آل محمدؐ کا ظہور ضرور بالضرور بنی فاطمہؓ میں سے ہوگا اور بہت جلد ہوگا۔ اور اس کی وجہ سے امامت و خلافت و حکومت پھر آل علیؓ (یعنی بنی فاطمہؓ) میں عود کر آئے گی۔

یہ خیال اندر ہی اندر پختہ ہوتا رہا۔ ظاہری بغاوتیں اور خفیہ باطنی تحریکیں اس کو ہوا دیتی رہیں حتیٰ کہ خلیفہ المامون عباسی نے حضرت موسیٰ رضاؒ کو ان کی ذاتی لیاقت، خذاقت و شرافت کے سبب نیز بنی ہاشم کی دونوں شاخوں (بنی عباسؓ اور بنی فاطمہؓ) میں اتحاد و اتفاق قائم کرنے کی غرض سے اپنا ولی عہد مقرر کیا۔ جس طرح حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہؓ کے حق میں خلع خلافت کر کے بنی امیہ اور بنی ہاشم کے درمیان باب فتنہ و فساد بند کرنا چاہا تھا اسی طرح المامون نے بنی فاطمہ کی تالیف قلوب کر کے امن و امان کی فضا پیدا کرنی چاہی۔ مگر حضرت موسیٰ رضا کی وفات نے (جو خدا جانے طبعی موت تھی یا بنی عباسؓ کی وجہ سے واقع ہوئی تھی) بنی فاطمہ کو پھر ان کی منزل مقصود سے دور جا پھینکا۔ حضرت موسیٰ رضا کے بعد اہل تشیع کی امامت حضرت حسن عسکریؑ کو ملی۔ ان کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ وہ ایک عسکری (فوجی) قسم کے آدمی تھے۔ اس لئے خلیفہ معتصم باللہ عباسی کے زمانہ میں قتل کئے گئے۔ ان کے فرزند محمد مہدی اس وقت صرف

نو برس کے تھے۔ وہی امام قرار پائے۔ ان کے ہوا خواہوں نے ان کو خلیفہ معتصم باللہ کے خوف سے شہر سُرَّ مَن رَّأی یا سامرہ کے باہر ایک غار میں چھپا دیا۔ یہ ان کی غیبت صغریٰ تھی جس سے وہ وقتاً مناسب پر اپنے معتقدین پر ظاہر ہوئے مگر حالات نامساعد دیکھ کر پھر غائب ہو گئے (یا وفات پا گئے)۔ مگر اس ایک ہزار سال کی مدت میں اثنا عشری شیعہ ان کے اس غیبت کبریٰ سے نکلنے کے منتظر رہے ہیں۔ ان کا اعتقاد ہے کہ وہ (امام غائب) اس غار میں زندہ موجود ہیں۔ ان کے خاص متبعین ان سے شرفِ ملاقات بھی حاصل کرتے رہتے ہیں اور وہ زمانۂ قربِ قیامت میں ضرور ظہور فرمائیں گے۔

اہل سنت والجماعت امام مہدی کے غار میں زندہ موجود ہونے کا عقیدہ تو نہیں رکھتے مگر وہ بھی امام مہدی کے منتظر ضرور ہیں۔ مختلف احادیث کی بنا پر جن میں بعض صحاح ستہ بلکہ بخاری و مسلم میں بھی موجود ہیں، ان کا اعتقاد ہے کہ "زمانۂ قربِ قیامت میں امام مہدی پیدا ہوں گے۔ ایام حج میں مکہ معظمہ میں ظہور فرمائیں گے۔ ان کی نصرت کے لئے آسمان سے نشانیاں ظاہر ہوں گی۔ وہ نسباً ساداتِ بنی فاطمہ میں سے ہوں گے۔ ان کا نام محمد، ان کے والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ ہوگا۔ وہ تمام مسلمانوں کو ایک جھنڈے تلے، ایک حکومت کے تحت اور ایک عقیدے پر جمع کریں گے اور تمام دنیا کی اقوام و ملل پر اسلام کو غلبہ دیں گے۔ ان کی تائید و اعانت کے لئے چرخ چہارم سے حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ اتر کر کسر صلیب کریں گے، دجّال کو قتل کریں گے اور عیسائیوں کو اسلام میں داخل کریں گے۔ ایک حدیث میں لا عِیسٰی اِلَّا مَهْدِی بھی آیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ مہدی اور عیسیٰؑ کا آنا لازم و ملزوم ہے۔ بالآخر حضرت عیسیٰؑ اپنے حصہ کا کام انجام دے کر وفات پائیں گے اور روضہ نبویؐ میں دفن کئے جائیں گے۔

فرقۂ شیعہ نے جو تحریکات تائید بنی فاطمہ اور ظہور امام آخر الزماں امام مہدی کے متعلق جاری کی ہیں ان کا ذکر سطور بالا میں کیا جا چکا ہے۔ مگر چونکہ ان تحریکات کے بانیوں یا موردوں میں سے کسی کو بھی وہ عروج و فروغ حاصل نہ ہوا جس کی امام مہدی آخر الزماں کے ظہور سے توقع تھی اس لئے یہ سب تحریکات خود بخود ختم ہو گئیں یا صرف سسک رہی ہیں۔

فرقۂ اہل سنت والجماعت بھی مہدیوں کو جنم دینے میں اہل تشیع سے کس طرح پیچھے نہیں رہا اور ان میں ہی مہدی سوڈانی افریقہ میں، سید محمد مہدی جونپوری انڈیا میں اور مرزا غلام احمد قادیانی پنجاب میں مدعی مہدویت و مسیحیت ہوئے ہیں۔

زمانۂ قریب میں شیعان ایران میں سید محمد علی باب نے قائم آل محمدؐ اور مہدی موعود ہونے کا دعویٰ پیش کیا۔ نیز ان کے ایک ہم عصر بلکہ پیرو مرزا حسین علی (بہاء اللہ) نے مہدی مسیح۔ نبی بلکہ موعود کل ادیان ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور نہ معلوم اور کس کس نے اور کہاں کہاں دعویٰ مہدیت کیا۔ مگر ان سب کے عبرتناک انجام نے خود بخود ان کے دعاوی کا پول کھول دیا۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ ظہورِ مہدی موعود (و مسیح موعود) کا عقیدہ بالکل باطل ہے اور کیا وہ نصوص و احادیث جو اس خصوص میں پیش کی جاتی ہیں بالکل غلط اور وضعی ہیں؟ راقم الحروف کی رائے میں ایسا کہنا سخت نامناسب جسارت اور بابِ فتنہ کو وا کرنے کے مترادف ہے۔ البتہ صحیح طریق عمل یہ ہوگا کہ قوم کا سمجھدار طبقہ اپنے اپنے حلقۂ اثر میں یہ سمجھائے کہ ظہورِ مہدی و نزولِ مسیح کا عقیدہ نہ تو ہمارا جزوِ ایمان ہے نہ شدید ضروریات دین میں سے ہے۔ یوں اگر کوئی ہستی ان تمام صفات کی حامل (جو اہل تشیع اور اہل سنت والجماعت میں مشترک ہیں) آ جائے تو اسکو بلا تامل تسلیم کرنے کو مستعد رہیں مگر کسی شخصِ موعود کے انتظار میں ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے نہ رہیں بلکہ ہر شخص اپنی اپنی جگہ اصلاحِ نفس اور فلاحِ قوم کی کوشش میں منہمک رہے تاکہ اگر ہستی موعود واقعی ان کی زندگی میں ظہور کرے تو اس کو پہچاننے اور قبول کرنے میں اور اس کی نصرت و اعانت کرنے میں کسی سے پیچھے نہ رہیں اور اپنی بالغ نظری اور بصیرتِ دینی سے سابقہ مدعیانِ مہدیت کے پیروؤں کی طرح کسی کے دجل و فریب میں نہ آئیں[1]۔ ہر مسلمان کا بنیادی عقیدہ یہ ہونا چاہیئے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر شخص سے افضل و اولیٰ ہیں اور کوئی شخص جو شرک فی الرسالۃ محمدیہ کا مدعی ہو اس کو مسلمان ہرگز درخورِ اعتنا نہ سمجھیں۔

---

[1] آپ یہ کیوں چاہتے ہیں کہ لوگوں کو "کسی آنے والے" کا منتظر رکھا جائے۔ جب بقول آپ کے ظہورِ مہدی و نزولِ مسیح کا عقیدہ نہ تو ہمارا جزوِ ایمان ہے نہ شدید ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ تو آخر اس انتظار میں گھلتے رہنے سے حاصل؟ (محمد جعفر)